Allama Iqbal Open University AIOU BA AD Solved Assignment NO 1 Autumn 2024

Code 405 Iqbaliat

studyvillas.com

Q.1

مختصر جوابات دیں۔

علامہ اقبال کا مزار کس شہر میں ہے؟

علامہ اقبال کا مزار پاکستان کے شہر **لاہور** میں واقع ہے۔ یہ مزار بادشاہی مسجد اور لاہور قلعے کے قریب ہے، جہاں لوگ قومی شاعر کو خراجِ عقیدت پیش کرنے آتے ہیں۔

علامہ اقبال نے کس مضمون میں ایم اے کیا تھا؟

علامہ اقبال نے فلسفہ *(Philosophy)* میں ایم اے کیا تھا۔ انہوں نے یہ ڈگری گورنمنٹ کالج لاہور سے *1899* میں حاصل کی۔

علامہ اقبال کے دو انگریز اساتذہ کرام کے نام تحریر کریں؟

علامہ اقبال کے دو مشہور انگریز اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

1. **سر تھامس آرنلڈ** *(Sir Thomas Arnold)* - انہوں نے علامہ اقبال کو فلسفہ اور اسلامی تاریخ کی تعلیم دی اور ان کی فکری رہنمائی کی۔
2. **جیمز وارڈ** *(James Ward)* - وہ کیمبرج یونیورسٹی میں علامہ اقبال کے استاد تھے اور فلسفے میں ان کا بڑا کردار تھا۔

علامہ اقبال اور قائدا اعظم کے درمیان خط و کتابت کن دو سالوں میں ہوئی؟

علامہ اقبال اور قائداعظم کے درمیان خط و کتابت بنیادی طور پر ***1936*** اور ***1937*** کے دوران ہوئی۔ ان خطوط میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کے سیاسی مسائل، علیحدہ ریاست کے قیام، اور مسلمانوں کے حقوق پر زور دیا۔

علامہ اقبال کسے اپنا روحانی مرشد مانتے تھے؟

علامہ اقبال **مولانا جلال الدین رومی** کو اپنا روحانی مرشد مانتے تھے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں کئی جگہ رومی کا ذکر بطور مرشد کیا اور ان کے افکار و تعلیمات سے گہرا اثر لیا۔

studyvillas.com

نظم تصویر درد اقبال کے کس مجموعے میں شامل ہے؟

نظم **"تصویرِ درد"** علامہ اقبال کے اردو مجموعۂ کلام **"بانگِ درا"** میں شامل ہے۔ یہ نظم مسلمانوں کے زوال اور ان کے درد و کرب کی عکاسی کرتی ہے۔

پرائمری سکول میں کس معروف استاد نے اقبال کی تعلیم و تربیت کی؟

پرائمری سکول میں علامہ اقبال کی تعلیم و تربیت **مولوی نور محمد** نے کی تھی۔ وہ اقبال کے ابتدائی استاد تھے اور انہوں نے ان کی دینی تعلیمات اور عربی زبان پر گرفت مضبوط کی۔

اقبال نے کس گول میز کانفرنس میں شرکت نہیں کی تھی؟

علامہ اقبال نے **تیسری گول میز کانفرنس** *(Third Round Table Conference)* میں شرکت نہیں کی تھی۔ یہ کانفرنس *17* نومبر *1932* کو لندن میں منعقد ہوئی تھی، اور علامہ اقبال صحت کے مسائل کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے۔

studyvillas.com

اقبال نے بال جبریل کا پہلے کیا نام تجویز کیا تھا؟

علامہ اقبال نے **"بال جبریل"** کے لیے پہلے **"باقیاتِ اقبال"** کا نام تجویز کیا تھا۔ تاہم، بعد میں اسے تبدیل کرکے "بال جبریل" رکھا گیا، جو اس مجموعۂ کلام کے فلسفیانہ اور روحانی مضامین کی بہتر عکاسی کرتا ہے۔

شعر مکمل کریں

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب

کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

studyvillas.com

Q.2

مدرجہ ذیل عنوانات میں کسی دو پر نوٹ لکھیں

بانگ درا کا تعارف

اقبال کے اساتذہ کرام

اقبال اور سائمن کمیشن

Ans:

1. بانگِ درا کا تعارف

"بانگِ درا" علامہ اقبال کا پہلا مجموعۂ کلام ہے جو *1924* میں شائع ہوا۔ اس مجموعے میں علامہ اقبال کی شاعری کی ابتدائی جدو جہد، فکری نشو و نما، اور ان کی قومی و فلسفیانہ فکر کا اظہار ملتا ہے۔ "بانگِ درا" کا لغوی مطلب ہے "راستہ دکھانے والی آواز" یا "نشانِ راہ"۔ یہ مجموعہ اقبال کی شاعری میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں ان کی شاعری کے ابتدائی دور کی جھلکیاں ملتی ہیں، اور اس میں ان کے ذاتی خیالات اور سیاسی بصیرت کا بھرپور بیان کیا گیا ہے۔

"بانگِ درا" میں *75* سے زائد نظمیں شامل ہیں، جن میں مختلف موضوعات پر اقبال کی شاعری کا تذکرہ ہے۔ ان موضوعات میں قومی آزادی، خودی، انسانیت، مذہب، اور فطرت شامل ہیں۔ اس مجموعے میں اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کی بیداری کی کوشش کی اور ان کی عظمتِ ماضی کو یاد دلایا۔ ان کا پیغام تھا کہ مسلمان اپنی حقیقی عظمت کو پہچانیں اور خودی کی اہمیت کو سمجھیں تاکہ وہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔

studywillas.com

اس مجموعے میں پہلی بار اقبال کی فلسفیانہ شاعری اور ان کے خیالات کے ساتھ ساتھ ان کی قوم کے لیے خواہشات اور فکری بصیرت کا آغاز ہوتا ہے۔ اقبال نے اس میں شعر و سخن کے ذریعے اپنے جذبات، خیالات، اور نظریات کا خوبصورتی سے اظہار کیا۔

بانگِ درا" کا اہم پیغام: "بانگِ درا" کا اہم پیغام مسلمانوں کی خودی کو بیدار کرنا اور ان" میں تحریک پیدا کرنا ہے تاکہ وہ اپنی تقدیر خود بدل سکیں۔ اقبال نے اس میں مسلمانوں کی تاریخ، ان کی حالتِ زار اور ان کے عروج و زوال کے بارے میں عمیق غور و فکر کیا۔ ان کی شاعری میں ایک روحانیت اور ایمانی جذبہ نظر آتا ہے جو مسلمانوں کو اپنی اصل حقیقت کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔

اقبال کے اساتذہ کرام .2

علامہ اقبال کی علمی زندگی میں مختلف اساتذہ کا کردار نہایت اہم تھا۔ انہوں نے اپنے تعلیمی سفر کے دوران کئی اہم شخصیات سے استفادہ کیا، جنہوں نے ان کی فکری و علمی نشو و نما میں مدد کی۔ ان اساتذہ میں دینی، فلسفیانہ، اور ادب سے متعلق شخصیات شامل ہیں جنہوں نے اقبال کی شخصیت کو جلا بخشی اور ان کے فکر و فلسفہ کو نئی جہت دی۔

سر تھامس آرنلڈ: سر تھامس آرنلڈ علامہ اقبال کے ایک اہم استاد تھے جنہوں نے اقبال کو فلسفہ اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے گہری تعلیم دی۔ سر تھامس آرنلڈ ایک معروف انگریز استاد تھے، جنہوں نے اقبال کی فکری نشو و نما پر گہرا اثر ڈالا۔ ان کی تعلیمات نے اقبال کی اسلامی فکر اور فلسفے کو ترقی دی، اور اس کے نتیجے میں اقبال کی شاعری میں اسلامی احیاء کا جذبہ پیدا ہوا۔

مولانا نور محمد: مولانا نور محمد نے اقبال کو ابتدائی تعلیم دی۔ وہ اقبال کے پرائمری سکول کے استاد تھے اور اقبال کی دینی تعلیمات کے پہلے رہنما تھے۔ ان کی رہنمائی میں اقبال نے قرآن اور حدیث کے علوم حاصل کیے، جو ان کی بعد کی شاعری میں اہم مقام رکھتے ہیں۔

جیمز وارڈ: جیمز وارڈ اقبال کے استاد تھے جب وہ کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ جیمز وارڈ نے اقبال کو فلسفے کی جدید تعلیم دی اور ان کی فکری بنیادوں

studyvillas.com

کو مزید مستحکم کیا۔ ان کی تعلیمات نے اقبال کو مغربی فلسفے کی گہرائیوں میں ڈوبا کر نئے افکار اور نظریات سے آشنا کیا۔

مولانا غلام علی: مولانا غلام علی نے اقبال کو اردو ادب اور شاعری کی اہمیت کا شعور دیا۔ ان کی رہنمائی میں اقبال نے اردو شاعری کی خوبصورتی اور اثرات کو سمجھا، جس کے بعد انہوں نے اردو شاعری میں اپنی آواز کو پہچانا اور اسے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

سرفراز خان شگری: سرفراز خان شگری اقبال کے ایک اور اہم استاد تھے جنہوں نے اقبال کو شاعری اور ادب کے بارے میں گہری آگاہی فراہم کی۔ ان کی رہنمائی نے اقبال کو شاعری کے میدان میں کامیاب ہونے کی راہ دکھائی۔

---

3. اقبال اور سائمن کمیشن

سائمن کمیشن *1927* میں برطانوی حکومت کی طرف سے ہندوستان میں قائم کیا گیا تھا جس کا مقصد ہندوستان کے آئینی معاملات کا جائزہ لینا اور برطانوی حکومت کے تحت ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں سفارشات پیش کرنا تھا۔ اس کمیشن میں کسی بھی ہندوستانی نمائندے کو شامل نہیں کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے ہندوستانی عوام میں شدید غصہ اور احتجاج کی لہر دوڑ گئی۔

علامہ اقبال کا موقف: علامہ اقبال نے سائمن کمیشن کے قیام کے فوراً بعد اس کے خلاف سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ انہوں نے اس کمیشن کو ایک ایسا سیاسی اقدام قرار دیا جس کا مقصد ہندوستان کے عوام کو ان کے حقوق سے محروم کرنا تھا۔ اقبال کا ماننا تھا کہ ہندوستانی عوام کو ان کے آئینی حقوق کے بارے میں فیصلہ کرنے کا پورا حق ہونا چاہیے اور برطانوی حکومت کا یہ عمل ان کے حقوق کے خلاف تھا۔

اقبال نے سائمن کمیشن کے خلاف اپنی شاعری اور سیاسی تقریروں میں آواز اٹھائی۔ ان کا خیال تھا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں اپنے نمائندوں کے ذریعے آئینی اصلاحات پر بات کرنے کا حق دیا جائے۔ اقبال نے اس موقع پر مسلمانوں کو متحد ہونے اور اپنی سیاسی حیثیت کو سمجھنے کی ضرورت پر زور دیا۔

studyvillas.com

سائمن کمیشن کا اثر: سائمن کمیشن کے قیام کے بعد ہندوستان بھر میں اس کے خلاف احتجاج شروع ہو گیا۔ مختلف سیاسی جماعتوں اور رہنماؤں نے اس کمیشن کی مخالفت کی۔ اقبال نے اس موقع پر مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے بارے میں آواز اٹھائی اور ان کے قومی مفادات کا دفاع کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ مسلمان اپنی سیاسی حیثیت کو پہچان کر اپنے حقوق کی جنگ لڑیں۔

اقبال اور سائمن کمیشن کی مخالفت: اقبال نے سائمن کمیشن کی مخالفت کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ برطانوی حکومت مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کر رہی ہے اور انہیں ایک منظم سیاسی حیثیت دینے کی ضرورت ہے۔ ان کا یہ پیغام تھا کہ مسلمان اپنے حقوق کے دفاع کے لیے متحد ہو جائیں اور ان کی طاقت میں اضافہ ہو تاکہ وہ اپنے سیاسی اور معاشی مسائل کو حل کر سکیں۔

نتیجہ: سائمن کمیشن کی مخالفت نے ہندوستان میں سیاسی بیداری کی لہر پیدا کی اور مسلمانوں کی قومی شناخت کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اقبال نے اس موقع پر مسلمانوں کو ایک ایسی تحریک دینے کی کوشش کی جس کے ذریعے وہ اپنے حقوق کا تحفظ کر سکیں اور ان کی سیاسی حیثیت مضبوط ہو سکے۔ اس کمیشن کی مخالفت نے اقبال کی سیاسی فکر کو مزید واضح کیا اور ان کے افکار نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔

studyvillas.com

Q.3

علامہ اقبال کے تخلیقی دور *1893* تا *1905* کو تفصیل سے بیان کریں۔

Ans;

علامہ اقبال کا تخلیقی دور (1893 تا 1905)

علامہ اقبال کا تخلیقی دور ان کی زندگی کا ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن دور تھا، جو *1893* سے *1905* تک کا عرصہ محیط ہے۔ اس دور میں اقبال کی فکری اور شعری صلاحیتوں نے ارتقاء کی اہم منزلیں طے کیں، اور انہوں نے اپنے آپ کو ایک عظیم شاعر، مفکر، اور فلسفی کے طور پر ثابت کیا۔ اس دور میں اقبال کی شاعری کی بنیادیں مضبوط ہوئیں اور ان کی شخصیت کا وہ پہلو سامنے آیا جو بعد میں ان کے فلسفے اور شاعری میں جلوہ گر ہوا۔

1. تعلیمی سفر اور فلسفہ کی طرف رغبت:

اقبال کا تعلیمی سفر اس تخلیقی دور کا اہم جزو تھا۔ اقبال نے *1893* میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی، اور اس کے بعد انہیں کیمبرج یونیورسٹی، لندن اور میونخ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس دوران اقبال نے مغربی فلسفے کا مطالعہ کیا اور ان فلسفیوں سے متاثر ہوئے جنہوں نے انسان کی آزادی اور فطرت کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اقبال کی تعلیم میں سب سے اہم اثر **فریڈرک نیطشے**، **ہگل** اور **کانٹ** کے افکار کا تھا، جنہوں نے اقبال کی فکری نشو و نما میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ان مغربی فلسفیوں کی تعلیمات نے اقبال کے دل و دماغ پر گہرے اثرات مرتب کیے، تاہم انہوں نے ہمیشہ ان خیالات کو اسلامی نقطہ نظر سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ اقبال کے اس دور میں اسلامی فلسفہ اور مغربی فلسفے کی آمیزش نے ان کے تخلیقی

studyvillas.com

سفر کو ایک نیا رخ دیا۔ ان کی فکر میں مشرقی روایت اور مغربی فلسفہ کا حسین امتزاج نظر آنے لگا۔

2. شاعری کی ابتدا اور "اسرارِ خودی":

1893 سے *1905* کے درمیان اقبال کی شاعری میں ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا ہوا۔ ان کی شاعری کا یہ دور ایک طرح سے ان کی فکر کی تشکیل اور اظہار کا دور تھا۔ اقبال نے اس دور میں اپنی شاعری کو ایک نیا رنگ دیا، جو بعد میں ان کی فلسفیانہ شاعری میں ڈھل گیا۔

سب سے اہم اور نمایاں کام جس نے اس دور کو مشہور کیا وہ **"اسرارِ خودی"** کی تخلیق تھا۔ اقبال کی اس کتاب میں خودی کے فلسفے کو بڑی گہرائی سے پیش کیا گیا، جو ان کی شاعری کا بنیادی اصول بن گیا۔ "اسرارِ خودی" *1915* میں شائع ہوئی، لیکن اس کتاب کی تخلیق کے ابتدائی خیالات *1893* سے *1905* کے دوران ہی اقبال کے ذہن میں پروان چڑھنا شروع ہوئے تھے۔

"اسرارِ خودی" میں اقبال نے خودی کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اسے ایک طاقتور اور تخلیقی قوت قرار دیا۔ ان کے مطابق انسان کی اصلیت اس کی خودی ہے، اور جب انسان اپنی خودی کو پہچانتا ہے تو وہ دنیا کی تمام رکاوٹوں کو عبور کر سکتا ہے۔ اقبال کی اس فکر نے انسان کو اپنے آپ میں قوت و حوصلے کی تلاش کرنے کا پیغام دیا۔

3. اسلامی فکرت کی جانب رجحان:

اس تخلیقی دور میں اقبال کی شاعری میں اسلامی فکر کی جھلکیاں بھی ملنا شروع ہوئیں۔ اقبال نے اپنی تعلیم و تربیت کا آغاز اسلامی روایات سے کیا تھا، اور جیسے جیسے وہ مغربی فلسفے کا مطالعہ کرتے گئے، ان کی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ دونوں روایات کو آپس میں ہم آہنگ کریں۔ اقبال نے اپنے تعلیمی سفر میں اسلامی تاریخ، فلسفہ، اور تصوف کا گہرا مطالعہ کیا اور اس کا اثر ان کی شاعری پر واضح طور پر نظر آنے لگا۔

انہوں نے مسلمانوں کے زوال کا جائزہ لیا اور ان کے احیاء کے لیے ایک نیا پیغام دیا۔ اقبال کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو اپنی تاریخ اور اپنی خودی کا شعور حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔ اس سوچ کا اظہار اقبال کی

studyvillas.com

شاعری میں ہوا، جہاں وہ مسلمانوں کو اپنی روحانیت اور ذہنی آزادی کو اجاگر کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

4. ایران اور یورپ کا سفر:

1899 میں اقبال ایران گئے، جہاں انہوں نے ایرانی عوام کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور ان کی سیاسی اور معاشرتی حالت کا جائزہ لیا۔ ایران کا یہ سفر اقبال کے لیے ایک فکری سنگ میل ثابت ہوا، کیونکہ یہاں انہوں نے مسلمانوں کی حالتِ زار پر گہرے غور و فکر کے بعد اپنی شاعری میں ان کے لیے ایک نئی راہ کی تلاش شروع کی۔

اسی دوران اقبال نے یورپ کا بھی سفر کیا، جہاں انہوں نے مغربی تہذیب، فلسفہ اور سیاست کا قریبی مطالعہ کیا۔ یورپ میں انہوں نے جدید فلسفے کے اصولوں کو سمجھا اور ان کا تجزیہ کیا۔ اقبال نے مغربی فلسفہ کی تنقید کی اور اس کی کمیوں کو اجاگر کیا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ مغربی فلسفہ انسان کو مادیت اور خودغرضی کی طرف لے جاتا ہے، جبکہ مشرقی فلسفہ انسان کو روحانیت اور اخلاقی قدروں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اقبال نے ان دونوں فلسفوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔

5. شاعری میں جدت اور نیا آہنگ:

اس تخلیقی دور میں اقبال نے اپنی شاعری میں نئے تجربات کیے۔ انہوں نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی اور ان میں خوبصورتی و جدت پیدا کی۔ ان کی شاعری میں رومانیت، حقیقت پسندی اور فلسفہ کی آمیزش نے ان کے کلام کو ایک منفرد رنگ دیا۔ اقبال نے ان دونوں زبانوں میں ایسی شاعری تخلیق کی جو نہ صرف دل کو چھوتی تھی بلکہ دماغ کو بھی چیلنج کرتی تھی۔

"بانگِ درا" اور **"اسرارِ خودی"** کی تخلیق اس دور کے اہم کارنامے ہیں۔ ان کتابوں میں اقبال نے مسلمانوں کی خودی، آزادی، اور تہذیب کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔

6. نتیجہ:

علامہ اقبال کا تخلیقی دور *1893* سے *1905* تک ان کی زندگی کا اہم ترین دور تھا۔ اس دور میں انہوں نے اپنی فکر اور شاعری کی بنیاد رکھی، جو بعد میں ان کے عظیم فلسفے اور شاعری کا جزو بنی۔ اس دور میں اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے ایک نئی تحریک پیدا کی اور مسلمانوں کو اپنی خودی، روحانیت، اور تہذیب کی اہمیت کا احساس

studyvillas.com

دلایا۔ ان کی شاعری نے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو متاثر کیا اور ان کی فکر نے ایک نئی روشنی دی۔

Q.4

علامہ اقبال کے فکری دور *1918* تا *1924* پر نوٹ لکھیں نیز اس دور میں تخلیق ہونے والی تصانیف پر بھی روشنی ڈالیں۔

Ans:

علامہ اقبال کا فکری دور (*1918* تا *1924*)

علامہ اقبال کا فکری دور *1918* سے *1924* تک ان کی زندگی کے اہم ترین اور موثر ترین ادوار میں سے ایک تھا۔ اس دور میں اقبال کی فکری دنیا میں کئی بڑی تبدیلیاں آئیں اور ان کی شاعری اور فلسفے نے ایک نئی جہت اختیار کی۔ یہ وہ دور تھا جب اقبال نے مشرقی اور مغربی افکار کے امتزاج سے ایک نیا فلسفہ تشکیل دیا اور مسلمانوں کی روحانی و ذہنی آزادی کے لیے ایک نیا پیغام دیا۔ اس دور میں ان کے افکار میں نہ صرف مسلمانوں کی تقدیر کی تبدیلی کی خواہش بلکہ ان کی ثقافت اور تہذیب کی تجدید کا خواب بھی چھپا ہوا تھا۔

1. فکری انقلاب اور تبدیلی کی سوچ:

1918 کے بعد اقبال کی فکری زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی آئی۔ اقبال کے تخلیقی دور کی ابتدا میں انہوں نے خودی کے فلسفے کو زیادہ اہمیت دی تھی، لیکن *1918* کے بعد ان کے خیالات میں ایک نیا رخ آنا شروع ہوا۔ انہوں نے اپنے ابتدائی فلسفے کی تکمیل

studyvillas.com

کے بعد نئے افکار کی طرف رجوع کیا اور ان کے کلام میں مسلمانوں کے سیاسی و معاشی مسائل اور ان کی اجتماعی آزادی کی بات ہونے لگی۔ اقبال نے اس وقت تک جدید مغربی فلسفے کے اثرات کو اپنے فکری تجربات میں جذب کر لیا تھا، اور اسی بنیاد پر انہوں نے اپنی شاعری اور فکری دنیا کو آگے بڑھایا۔

یہ وہ دور تھا جب اقبال نے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کی خودمختاری کے لئے نئے امکانات تلاش کرنا شروع کئے۔ ان کے افکار میں اسلامی ریاست، خود مختار امت اور مسلمانوں کی تجدید کا ایک نیا پہلو سامنے آیا۔ اقبال نے ہمیشہ اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب کے مقابلے میں ایک بہتر اور بلند تر متبادل کے طور پر پیش کیا۔

2. فلسفہ اور شاعری میں تبدیلی:

1918 کے بعد اقبال کی شاعری میں ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا ہوا۔ ان کے اس نئے دور کی شاعری میں فلسفہ، روحانیت، اور سیاست کا حسین امتزاج دیکھا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو ایک نئی راہ دکھانے کی کوشش کی۔ ان کے اشعار میں نہ صرف مسلمانوں کو دنیا کی حقیقتوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی بلکہ ان میں ان کی روحانیت اور اخلاقی قوت کی تجدید کا پیغام بھی تھا۔

اقبال نے اس دور میں مسلمانوں کی فکری حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے ذاتی اور اجتماعی مسائل پر روشنی ڈالی۔ ان کے اشعار میں ایک طرف مسلمانوں کو ان کی تاریخ اور خودی کی اہمیت کا احساس دلایا گیا، تو دوسری طرف ان کی اجتماعی حیثیت اور سیاسی آزادی کے لیے ایک نیا پیغام دیا گیا۔ اقبال نے اس دوران مسلمانوں کو اپنی فکر کی آزادی، جرات، اور خوداعتمادی کا سبق دیا۔

3. مذہب اور سیاست کے امتزاج کا آغاز:

یہ وہ دور تھا جب اقبال نے سیاست اور مذہب کے درمیان تعلق کو نئی شکل دی۔ اس سے پہلے اقبال کی شاعری اور فکری خیالات زیادہ تر انفرادی خودی اور روحانیت کے بارے میں تھے، لیکن *1918* کے بعد ان کی توجہ مسلمانوں کی سیاسی حالت اور ان کی اجتماعی آزادی کی طرف منتقل ہوگئی۔ اقبال نے مسلم دنیا کے حالات کا گہرا جائزہ لیا اور اس بات کا ادراک کیا کہ مسلمانوں کی اجتماعی حالت کا انحصار ان کی سیاسی آزادی اور اجتماعیت پر ہے۔

studywillas.com

اسلامی ریاست کے تصور نے اقبال کے فلسفے میں اہمیت حاصل کی۔ انہوں نے مسلمانوں کے لیے ایک ایسی ریاست کا تصور پیش کیا جو اسلامی اصولوں پر قائم ہو، جہاں فرد کی آزادی اور خودی کا خیال رکھا جائے اور اسلامی اخلاقی اقدار کا پرچار ہو۔ اقبال کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو اپنی اجتماعی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ایک اسلامی ریاست کی ضرورت ہے جو جدید دنیا کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

4. تصانیف اور شاعری میں نئی تخلیق:

اس فکری دور میں علامہ اقبال کی کئی اہم تصانیف منظر عام پر آئیں، جن میں ان کی شاعری اور فلسفے کا نیا رنگ اور نئی جہتیں دیکھنے کو ملیں۔

1. "بالِ جبریل" (1935): یہ کتاب اقبال کے فکری دور کا اہم ترین اور کلیدی کام تھی جو *1924* کے قریب ان کے تخلیق کردہ اشعار پر مشتمل تھی۔ *"بالِ جبریل"* میں اقبال کی شاعری کے تمام عناصر، یعنی فلسفہ، روحانیت، تاریخ، اور سیاست ایک ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں اقبال نے فرد اور قوم کے تعلق کو بیان کیا اور اسلامی تہذیب کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اقبال نے مسلمانوں کو اپنی تہذیب کی طرف واپس لوٹنے اور جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کا پیغام دیا۔ *"بالِ جبریل"* میں اقبال نے خدا کی عظمت، انسان کی آزادی اور اس کی خودی کی اہمیت پر زور دیا۔

2. "جاوید نامہ" (1932): *"جاوید نامہ" 1924* کے قریب مکمل ہوئی، اور یہ اقبال کے فکری دور کے اہم ترین تصانیف میں سے ایک تھی۔ اس کتاب میں اقبال نے ایک خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے بعد انسان کی فکری اور روحانی جدوجہد کا ایک تصور پیش کیا۔ *"جاوید نامہ"* میں اقبال نے دنیا کے مختلف فلسفوں کو بیان کیا اور انہیں ایک جامع اسلامی فلسفے کی شکل دی۔ اس کتاب میں اقبال نے روحانیت اور فلسفے کو بڑی گہرائی سے بیان کیا۔

3. "زبور عجم" (1927): *"زبور عجم"* ایک اہم فارسی مجموعہ تھا جس میں اقبال نے ایرانی قوم اور اسلامی دنیا کی حالت پر روشنی ڈالی۔ اس کتاب میں اقبال نے ایران کی تاریخ اور وہاں کی موجودہ سیاسی صورتحال کا جائزہ لیا۔ انہوں نے ایرانی قوم کو اپنی حقیقت کی پہچان کرنے اور روحانیت کی طرف واپس آنے کی ترغیب دی۔

5. نتیجہ:

studyvillas.com

علامہ اقبال کا فکری دور *1918* سے *1924* تک ایک نہایت اہم اور ترقی کی راہ پر گامزن دور تھا۔ اس دوران اقبال نے اپنی شاعری اور فلسفے کو ایک نئی شکل دی اور مسلمانوں کے سیاسی و اجتماعی مسائل پر غور و فکر کیا۔ ان کے افکار میں اسلامی ریاست کا تصور، فرد کی خودی کی اہمیت، اور مسلمانوں کی روحانی و ذہنی آزادی کا تصور اہم تھا۔ ان کی تصانیف "بالِ جبریل"، "جاوید نامہ" اور "زبور عجم" ان کی فکری کوششوں کا عکاس ہیں، جن میں انہوں نے اپنے کلام کے ذریعے ایک نئی فکری تحریک کا آغاز کیا اور مسلمانوں کو اپنے ثقافتی، روحانی اور سیاسی حقوق کا شعور دیا۔

Q.5

علامہ اقبال کے عائلی زندگی پر مفصل نوٹ لکھیں۔

Ans:

علامہ اقبال کی عائلی زندگی

علامہ اقبال کا عائلی زندگی نہ صرف ان کی ذاتی تاریخ کا حصہ ہے بلکہ ان کے فلسفے اور شخصیت کی تشکیل میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اقبال کی عائلی زندگی میں محبت، قربانی، اور فلسفے کا ایک حسین امتزاج تھا، جو ان کی فکری زندگی کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے۔ ان کی ازدواجی زندگی اور خاندان کے افراد نے ان کے کردار کو شکل دینے میں مدد کی اور ان کے ذہن میں اہم خیالات اور تصورات کو پروان چڑھایا۔

1. پہلی بیوی (خدیجہ بیگم):

studyvillas.com

علامہ اقبال کی پہلی شادی *1905* میں لاہور میں ہوئی۔ ان کی پہلی بیوی کا نام **خدیجہ بیگم** تھا۔ خدیجہ بیگم ایک عہد ساز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور اقبال کی زندگی میں ان کا اہم مقام تھا۔ اقبال کی پہلی بیوی کی شادی کے بعد ان کی زندگی میں محبت اور فکری ہم آہنگی کا عنصر تھا، مگر کچھ عرصے بعد ان کی ازدواجی زندگی میں تنازعات شروع ہو گئے۔

مذہبی طور پر اقبال نے اپنی بیوی کو ایک معاون اور مشیر کے طور پر دیکھا، اور ان کی فکری زندگی کے مختلف مراحل میں خدیجہ بیگم کا کردار اہم تھا۔ تاہم، ان کی ازدواجی زندگی میں کچھ مسائل سامنے آئے اور یہ تعلق جلد ہی ختم ہو گیا۔

2. دوسری بیوی (ناصرہ بیگم):

علامہ اقبال کی دوسری شادی *1914* میں ہوئی۔ ان کی دوسری بیوی کا نام **ناصرہ بیگم** تھا، اور یہ شادی ایک نئی محبت اور تعلق کا آغاز تھی۔ ناصرہ بیگم سے اقبال کو تین بچے ہوئے جن میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں شامل تھیں۔ ان کی دوسری بیوی کے ساتھ ازدواجی زندگی میں نسبتاً سکون تھا، اور ناصرہ بیگم نے اپنے شوہر اقبال کی حمایت کی اور ان کے فکری سفر میں ایک بڑی مددگار ثابت ہوئیں۔

اقبال کے بچے ان کے نزدیک بڑی اہمیت رکھتے تھے، اور ان کی تربیت اور تعلیم میں ان کا خود کردار تھا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو اسلامی روایات کے مطابق تعلیم دی اور ان کے ساتھ وقت گزارنا پسند کیا۔ ان کی بچوں کے ساتھ محبت اور تعلق بھی اقبال کی شخصیت کے ایک اہم پہلو کو ظاہر کرتا ہے، جو بعد میں ان کے فلسفے کی اساس بھی بن گیا۔

3. اولاد کی تربیت:

علامہ اقبال کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی، اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے نہ صرف علمی میدان میں کامیاب ہوں بلکہ ان میں اسلامی اقدار بھی پروان چڑھیں۔ اقبال کے دونوں بیٹے **جواد اقبال** اور **میاں عارف اقبال** کی تربیت میں علامہ اقبال نے اپنی زندگی کے تمام تجربات کو شامل کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے اپنی خودی اور روحانیت کو سمجھیں اور عالمی سطح پر اسلامی اقدار کو پیش کرنے کے قابل ہوں۔

studyillas.com

اقبال نے اپنے بیٹوں کو مغربی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی فلسفے اور تہذیب کی اہمیت بھی سکھائی۔ ان کی تربیت میں علامہ اقبال کی موجودگی اور ان کا رویہ ایک مثالی والد کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

4. ازدواجی زندگی کی مشکلات:

اگرچہ اقبال کی ازدواجی زندگی میں محبت اور قربانی تھی، تاہم ان کے درمیان ازدواجی تعلقات میں کچھ مشکلات بھی آئیں۔ اقبال کی زندگی کا بیشتر حصہ بیرون ملک گزرا، اور اس دوران ان کی ازدواجی زندگی میں دوریاں آئیں۔ اقبال کی فکری دنیا کی پیچیدگیاں اور ان کی عالمی سطح پر سرگرمیاں ان کی ذاتی زندگی پر بھی اثر انداز ہوئیں۔

ان کی پہلی بیوی کے ساتھ تعلق میں مشکلات آنا شروع ہوئیں اور یہ تعلق قائم نہ رہ سکا۔ ان کی دوسری بیوی کے ساتھ بھی کچھ مسائل تھے، مگر اس کے باوجود ناصرہ بیگم کے ساتھ اقبال کی ازدواجی زندگی نسبتاً بہتر رہی۔ ان کی فکری زندگی اور شخصی مسائل کا اثر ان کی عائلی زندگی پر بھی پڑا، اور یہی وجہ تھی کہ اقبال کی ذاتی زندگی اور ان کی شاعری میں عمیق تضادات اور تناقضات نظر آتے ہیں۔

5. خاندانی زندگی اور فلسفہ:

علامہ اقبال کی عائلی زندگی کا فلسفہ بھی ان کے عمومی فلسفے سے جڑا ہوا تھا۔ اقبال نے اپنی زندگی میں ہمیشہ انفرادی خودی کی اہمیت پر زور دیا، اور یہی فلسفہ انہوں نے اپنے اہل خانہ کے حوالے سے بھی اپنایا۔ ان کا خیال تھا کہ خاندان کے افراد کو اپنی خودی کو پہچاننا چاہیے، اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان روحانی ہم آہنگی اور محبت ہونی چاہیے۔

اقبال کی عائلی زندگی میں ان کے بچوں کی تربیت کا بھی ایک اہم کردار تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے دنیا کی مشکلات سے نمٹنے کے لیے مضبوط ہوں، اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی اصل اقدار اور روایات کو نہ بھولیں۔ ان کی بیویوں کے ساتھ تعلقات میں بھی یہی نظریہ غالب تھا کہ ہر فرد کو اپنی خودی کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے، اور ایک دوسرے کے درمیان احترام اور محبت ہونی چاہیے۔

6. علامہ اقبال کے بچوں کی تعلیم و تربیت:

studyvillas.com

اقبال کے بیٹے **جواد اقبال** اور **میاں عارف اقبال** کی تعلیم و تربیت پر ان کا گہرا اثر رہا۔ جواد اقبال نے انگریزی ادب میں تعلیم حاصل کی اور بعد میں ان کی شخصیت میں ایک خاص فکری بلندی دیکھنے کو ملی۔ اقبال کی بیٹیوں کی تعلیم بھی اقبال کے ہی فلسفے کے مطابق ہوئی، اور ان کی زندگی میں بھی اسلامی اقدار کی اہمیت کا خیال رکھا گیا۔ اقبال اپنے بچوں کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہتے تھے اور ان کی تربیت کو اپنی زندگی کا اہم مقصد سمجھتے تھے۔

7. نتیجہ:

علامہ اقبال کی عائلی زندگی ان کی ذاتی زندگی اور فکری سفر کی عکاسی کرتی ہے۔ ان کی زندگی میں ازدواجی تعلقات، بچوں کی تربیت، اور خاندانی مسائل کے باوجود ان کے فلسفے اور فکری انقلاب کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔ اقبال نے اپنی ذاتی زندگی میں محبت، قربانی، اور افکار کی ہم آہنگی کی کوشش کی، اور ان کی عائلی زندگی نے ان کی فلسفیانہ سوچ کو نیا جہت دی۔ ان کی عائلی زندگی میں محبت اور قربانی کے عناصر نے ان کی فکر اور شاعری کو ایک گہرائی دی، جو آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہے۔

studyvillas.com